مراد یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو نیند کی وجہ سے وتر فوت ہونے کا اندیشہ ہوا' لہٰذا انھوں نے احتیاط سے کام لیا' اور وتر کو نیند پر مقدم کیا۔ اور حضرت عمر ؓ کو یہ اعتماد ہوا کہ وہ قیام لیل پر قادر ہیں' لہٰذا انھوں نے وتر کو موخر کیا۔ وہ عزم جو احتیاط سے خالی ہو' اس میں کوئی خیر نہیں ہے' اور اگر قوت کے ساتھ احتیاط نہ ہو تو وہ صاحب قوت کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔ اور ما لفلان عزیمۃ کے معنی ہیں کہ فلاں شخص جس بات کا عزم کرتا ہے اس پر ثابت نہیں رہتا۔

امام غزالی مستصفی میں فرماتے ہیں: عزم پختہ ارادہ کا نام ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ای قصدًا بلیغًا' یعنی مضبوط ارادہ۔ بعض رسولوں کو غلب حق میں ان کے مضبوط قصد کی وجہ سے اولوالعزم کہا گیا۔

رخصت

لغت میں رخصت کے معنی نرمی اور ہلکا کرنے کے ہیں۔ "رخص کے معنی نرم و نازک چیز کے ہیں اور رخص غلا (مہنگائی) کی ضد ہے۔ رخص السعر یعنی نرخ کا سستا ہونا' لسان العرب ۔

اصطلاح میں رخصت کے معنی ہیں' بعض چیزوں میں اللہ تعالیٰ کا بندوں کے لیے تخفیف کرنا۔ صاحب مصباح لکھتے ہیں: حکم میں سہولت پیدا کرنا۔ شریعت جب کسی معاملہ میں آسانی پیدا کرے اس موقع پر کہا جاتا ہے رخص الشرع۔ آمدی کہتے ہیں: "رخصت کے معنی تیسیر اور تسہیل کے ہیں۔ اسی وجہ سے نرخ سستا ہونے کی حالت میں کہا جاتا ہے: رخص السعر بھاؤ کم ہو گیا" (الاحکام' ۱/ ۱۱۳)۔ سبکی کہتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کی رخصت کا مطلب' اس کا اپنے بندوں پر آسان کرنا' اور اہل لغت کے کلام کا تقاضا یہی ہے"۔

پس حاصل یہ ہے کہ رخصت لغت میں سہولت' مسامحت اور آسانی کا پہلو ہے' اور عزیمت عمومی احوال کا پہلو ہے جو سنجیدگی' قوت' صبر اور پختگی کا تقاضا کرتا ہے۔

عزیمت کے اصطلاحی معنٰی

ان دونوں لفظوں کے شرعی اور اصطلاحی استعمال میں لغوی معنٰی کی رعایت ملحوظ ہے۔ آمدی کہتے ہیں: "عزیمت نام ہے ان احکام کا جو اللہ تعالیٰ کے لازم کرنے سے بندوں پر لازم ہوتے ہیں' مثلاً پانچوں عبادتیں' نماز' روزہ وغیرہ" (الاحکام' ۱/ ۱۳)۔ امام غزالی لکھتے ہیں: "عزیمت ایسے احکام کا نام ہے جو بندوں پر اللہ کے واجب کرنے سے واجب ہوئے ہوں" المستصفی ۔

حاصل یہ ہے کہ جو احکام اللہ تعالیٰ نے اپنے مکلف بندوں کے لیے عام قانون کی حیثیت سے ابتداءً مشروع کیے ہوں' اور ان میں نئے حالات' پیش آنے والے حوادث و اعذار اور اضطراری ضرورتوں کی رعایت نہ کی گئی ہو' [illegible] مثلاً [illegible] اور ان جیسے دوسرے احکام کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرضیت اور شراب، جوا، زنا اور ان جیسے دوسرے ممنوعات کی حرمت۔ اسی طرح ان احکام کی مشروعیت جن کا تعلق لوگوں کے معاملات سے ہے، مثلاً بیع، اجارہ اور مضاربہ وغیرہ۔ اسی طرح وہ احکام جو لوگوں کو جرائم سے باز رکھنے کے لیے مشروع کیے گئے ہیں مثلاً حدود، قصاص اور تعزیرات وغیرہ۔

رخصت کے اصطلاحی معنی

جہاں تک رخصت کا تعلق ہے، وہ بدیہی طور پر معروف و مشہور ہے۔ اس کے باوجود علمائے اصول نے رخصت کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ آمدی نے درج ذیل تعریف کو پسند کیا ہے: ”رخصت وہ احکام مشروعہ ہیں جو حرمت کا سبب موجود رہتے ہوئے بھی کسی عذر کی وجہ سے جائز قرار دیے گئے ہوں“ (الاحکام ۱/ ۱۱۴)۔ شاطبی کہتے ہیں: ”رخصت ہر وہ حکم ہے جسے کسی سخت عذر کی بنیاد پر کسی ایسے حکم کلی سے مستثنیٰ کر کے جائز قرار دیا گیا ہو جو اس کے ممنوع ہونے کا تقاضا کرتا ہو، لیکن اس کے جواز کو مواقع حاجات تک محدود رکھا گیا ہو“ (الموافقات ۱/ ۳۳)۔ قاضی بیضاوی منہاج میں کہتے ہیں: ”اگر کوئی حکم دلیل کے خلاف عذر کی وجہ سے ثابت ہو تو رخصت ہے ورنہ عزیمت۔ مثلاً مضطر کے لیے مردار کا کھانا، اور مسافر کے لیے نماز میں قصر کرنا اور روزہ افطار کرنا۔ یہ حکم وجوب کا ہو یا استحباب کا یا محض اباحت کا“۔ شاشی کہتے ہیں: ”رخصت مکلف کے عذر کی وجہ سے حکم کو سختی سے آسانی کی طرف پھیرتا ہے“ (اصول الشاشی ۱/ ۳۸۵)۔ تیسیر التحریر میں بعض احناف سے یہ تعریف نقل کی گئی ہے: ”رخصت ان احکام کا نام ہے جن میں دشواری کو بدل کر آسانی اختیار کی گئی ہو“۔

© rasailojaraid.com

یہ تمام تعریفیں معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ بیضاوی کی تعریف سب سے بہتر اور جامع ہے۔ کیوں کہ تعریف میں لفظ ”حکم“ جنس ہے، جس میں رخصت اور عزیمت دونوں شامل ہیں۔ جہاں تک لفظ ثابت کی بات ہے تو ثبوت کے لیے دلیل کی ضرورت پڑتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ رخصت کے لیے ثبوت اور دلیل ضروری ہے۔ ”دلیل کے خلاف“ کہنے کی وجہ سے اس تعریف سے عزیمت نکل گئی۔ اسی طرح اس سے ہر وہ حکم نکل جائے گا جو دلیل کے موافق ثابت ہوا ہو اور اس حکم کو روکنے والی کوئی دلیل نہیں پائی گئی ہو۔ تو اس صورت میں رخصت کی اباحت دلیل کے خلاف ثابت نہیں ہوئی۔ اسی طرح اس سے وہ حکم نکل جائے گا جو کسی منسوخ حکم کو ناسخ کرنے والی دلیل سے ثابت ہو کیوں کہ منسوخ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح وہ حکم اس تعریف میں داخل نہیں ہوگا جو مرجوح دلیل کے مخالف راجح دلیل سے ثابت ہو کیوں کہ مرجوح کوئی دلیل نہیں ہے۔ نیز بیضاوی کا قول ”عذر“ عام ہے، جو ضرورت اور حاجت دونوں کو شامل ہے اور یہ امام شاطبی کی لگائی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوئی شرط "العذر شاق" کے خلاف ہے، اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ نیز اس تعریف سے شرعی موانع نکل گئے، مثلاً حیض وغیرہ، یوں کہ یہ موانع مشروعیت کو روکتے ہیں۔

رخصت کی مشروعیت

علما کا شریعت میں رخصت کے معتبر ہونے پر اجماع ہے، اور کتاب اللہ میں حرج اور تنگی کو احکام میں آسانی پیدا کرنے کا مناسب سبب تسلیم کیا گیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ "اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں ہے کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں (المائدہ ۵: ۶)۔ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ "اس نے تم پر دین میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی (الحج ۲۲: ۷۸)۔ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ "نہ تو اندھے آدمی کے لیے کوئی مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے (الفتح ۴۸: ۱۷)۔

یہ تمام آیتیں واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ دینی امور میں حرج و تنگی کو دور کرنا شریعت میں معتبر ہے، اور یہ کہ تخفیف اور آسانی پیدا کرنا ایک جائز اور پسندیدہ امر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ "اللہ کو تمھارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمھارے ساتھ دشواری منظور نہیں (البقرہ ۲: ۱۸۵)۔ يُرِيدُ اللّٰهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا "اللہ تعالیٰ کو تمھارے ساتھ تخفیف منظور ہے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے (النساء ۴: ۲۸)۔

اسی طرح سنت رسول اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ اہم اصول معتبر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "میں سیدھے اور آسان دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں" (احمد)۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو حکموں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپؐ نے ان دونوں میں سے آسان تر کو اختیار فرمایا، جب تک کہ اس میں گناہ نہ ہو (بخاری، مسلم)۔ آپؐ ارشاد فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ اس کی رعایتوں پر عمل کیا جائے جس طرح اسے عزیمتوں پر عمل کیا جانا پسند ہے" (احمد)۔ آپؐ نے دین میں غلو کرنے سے منع فرمایا: "بے شک یہ دین آسان ہے اور جو شخص بھی دین میں شدت اختیار کرے گا وہ مغلوب ہوگا" (بخاری، مسلم)۔ نیز رسول اللہؐ نے مختلف مواقع پر آسانی کا حکم دیا اور سختی سے منع فرمایا: "تم آسانی پیدا کرو، سختی مت پیدا کرو، خوش خبری سناؤ، نفرت مت دلاؤ" (بخاری، مسلم)۔

"تم آسانی پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو، تنگی پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے" (بخاری، مسلم)۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رخصت کی اقسام اور اس کی مثالیں

علمائے اصول نے رخصت کی اقسام بیان کی ہیں، اور مختلف لحاظ سے ان کی تقسیم کی ہے۔

پہلی تقسیم: احکام شرعیہ کے اعتبار سے: یہ وہ تقسیم ہے جسے شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کے عام علمائے اصول نے اختیار کیا ہے۔ اسے "تقسیم شافعی" کہا جاتا ہے، لیکن ان کے درمیان اس کی تفصیلات کے سلسلے میں قدرے اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے بعض علمائے اصول کی رائے یہ ہے: اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب، (۲) مستحب، (۳) وہ رخصت جس کا چھوڑنا اس پر عمل کرنے سے بہتر ہے۔

امام نووی کہتے ہیں: "رخصت کی تین قسمیں ہیں۔ رخصت کی پہلی قسم وہ ہے جس کا کرنا واجب ہے: مثلاً کسی شخص کے گلے میں لقمہ اٹک گیا اور اسے حلق سے نیچے اتارنے کے لیے شراب کے سوا کوئی دوسری چیز میسر نہیں ہے تو شراب کے ذریعے اسے حلق سے نیچے اتارنا اس پر واجب ہو گا۔ یا مثلاً کوئی شخص حالت اضطرار میں مردار اور دوسری نجاستوں کے کھانے پر مجبور ہو جائے تو ایسی صورت میں مفتی بہ قول کے مطابق جمہور علما کے نزدیک اس شخص پر واجب ہو گا کہ مردار اور نجاست کے ذریعے اپنی جان بچائے۔ اگرچہ ہمارے بعض علما (شوافع) کا قول یہ ہے کہ یہ محض جائز ہے واجب نہیں۔

"رخصت کی دوسری قسم رخصت مستحب ہے: مثلاً سفر میں نماز قصر کرنا، اور جن لوگوں پر روزہ رکھنا دشوار ہو ان کے لیے افطار کرنا۔

"تیسری تقسیم وہ رخصت ہے جس کا چھوڑنا اس پر عمل کرنے سے بہتر ہے: مثلاً موزوں پر مسح کرنا، اس شخص کے لیے تیمم کرنا جو پانی کو اس کی صحیح قیمت سے زیادہ پر فروخت ہوتے ہوئے پائے، اور حالت سفر میں اس شخص کے لیے افطار کرنا جسے روزہ سے ضرر نہ پہنچتا ہو۔ ابو سعید متولی امام غزالی نے 'بسیط' میں حالت سفر میں جمع بین الصلوتین کو اسی قسم میں شامل کیا ہے۔ اور امام غزالی نے اس بات پر علما کا اتفاق نقل کیا ہے کہ جمع بین الصلوتین کا ترک افضل ہے، بخلاف نماز کے قصر کے" (الاصول والضوابط، ص ۴۹-۴۷)۔

بیضاوی نے بھی یہی تین اقسام والی تقسیم کو اختیار کیا ہے۔ لیکن تقسیم پر اتفاق کے باوجود، ان کی اقسام کی نوعیت میں دونوں کے درمیان اختلاف ہے۔ نووی نے تیسری تقسیم کو مباح کے بجائے خلاف اولیٰ قرار دیا ہے، اور بیضاوی نے اسے مباح کہا ہے۔ واضح رہے کہ یہ اختلاف محض لفظی اختلاف نہیں ہے، کیوں کہ مباح اور خلاف اولیٰ ایک دوسرے کے مترادف نہیں ہیں، جیسا کہ اصحاب فقہ و افتا پر مخفی نہیں ہے۔

علمائے اصول نے چوتھی قسم کا بھی اضافہ کیا ہے۔ صاحب شرح جلال کہتے ہیں: "رخصت یا تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واجب ہوگی یا مستحب یا مباح یا خلاف اولیٰ۔ قسم اول کی مثال حالتِ اضطرار میں مردار کے کھانے کا واجب ہونا ہے۔ اگرچہ اس کا اصل حکم حرمت ہے اور حرمت کا سبب مردار کا خبیث ہونا ہے اور یہ سبب اضطرار کی حالت میں بھی قائم رہتا ہے۔ مگر اس حالت میں اس کے کھانے کے واجب ہونے میں بمقابلہ اس کے حرام ہونے کے زیادہ سہولت ہے۔ چونکہ واجب پر عمل نہ کرنے کی صورت میں انسانی جان ضائع ہوتی ہے اور انسانی جان کی حفاظت مقاصد شریعت میں سے ہے اس لیے حرمت کے مقابلے میں اس کے استعمال کو واجب قرار دینے میں انسانوں کے لیے زیادہ سہولت ہے۔ دوسری قسم کی مثال مسافر کے لیے قصر کا مستحب ہونا ہے۔ یہاں اصل حکم قصر کی حرمت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز کے اتمام کا سبب جو دخول وقت ہے وہ سفر میں بھی قائم رہتا ہے مگر مسافر کے لیے عذر سفر کی مشقت ہے۔ تیسرے کی مثال بیع سلم کا مباح ہونا ہے جو ایسی معدوم چیز کی بیع ہے جس کی صفت بیان کر دی جاتی ہے اور وہ ذمہ میں واجب ہوتی ہے۔ اس کا اصل حکم حرمت ہے جس کا سبب دھوکہ ہے جو عقد سلم میں موجود رہتا ہے مگر چونکہ سلم کا معاملہ کرنے والا اناج کے تیار ہونے سے پہلے اس کی قیمت کا ضرورت مند ہوتا ہے اس ضرورت اور عذر کی بنا پر عقد سلم کی مشروعیت ہوئی۔ چوتھے کی مثال رمضان میں مسافر کے لیے افطار کا خلاف اولیٰ ہونا ہے۔ اس کا اصل حکم بھی حرمت ہے جس کا سبب ماہ رمضان کا موجود ہونا ہے اور یہ سبب سفر کی حالت میں باقی رہتا ہے مگر مشقت سفر کے عذر کی وجہ سے افطار کی اجازت دی گئی" (شرح المحلی علی الجمع ۱/ ۱۲۳)۔

امام سیوطی نے پانچویں قسم کا اضافہ کیا ہے اور وہ مکروہ ہے جیسے تین مرحلوں سے کم مسافت کا سفر کرنے والے کے لیے قصر کرنا (الاشباہ والنظائر)۔

بعض محققین شوافع کی رائے یہ ہے کہ واجب رخصت کی کوئی قسم نہیں ہے کیونکہ رخصت کی حقیقت کسی چیز کو مباح اور آسان کرنا ہے اور وجوب میں ایسی سختی پائی جاتی ہے جو عزیمت کا تقاضا کرتی ہے۔ امام الحرمین کو وجوب کے رخصت ہونے میں تردد ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں "ضرورت کے وقت مردار کا کھانا رخصت نہیں ہے بلکہ وہ عزیمت واجبہ ہے۔ اگر کوئی مضطر مردار کے کھانے سے باز رہا اور مر گیا تو وہ گنہ گار ہوگا۔ یا جیسا کہ فرماتے ہیں کہ مردار کا کھانا سفر کی رخصتوں یا اس کے متعلقات میں سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق تو ضرورت حقیقی سے ہے۔

امام زرکشی اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں ابن دقیق العید لکھتے ہیں: "رخصت کی قسم واجب لازم اور تاکید کی وجہ سے عزیمت ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔۔۔ حکم اصلی کو ساقط کرنے والی دلیل کے پائے جانے کی وجہ سے جو اسے رخصت کہتے ہیں اور اس کے واجب ہونے کے اعتبار سے اس کا نام عزیمت [illegible]۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ ابن دقیق العید کا بیان کردہ ایک باریک نکتہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حرمت کے حکم کے ختم ہونے اور حرام چیز کے مباح ہونے میں تنگی اور دشواری کا سہولت سے بدلنا ہے، باوجودیکہ حرمت کی دلیل قائم ہے۔ یہ یقیناً رخصت ہے۔ مگر جس وقت جان ہلاک ہونے کے خوف سے مضطر کے لیے مردار کے استعمال کے واجب ہونے کا سوال ہے تو وہ دوسرے اصول پر مبنی ہے۔ تو وہ چیز مباح تھی، جان بچانے کی غرض سے اس کی اباحت وجوب سے بدل گئی۔ لہٰذا یہ عزیمت ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ امام غزالی کو جزائے خیر دے کہ انھوں نے "المستصفیٰ" میں اس مسئلے میں وہ بات فرمائی جو سب سے زیادہ معتدل اور مناسب ہے: "اگر کوئی شخص کہے کہ رخصت کی ایک قسم وہ ہے جس کے چھوڑنے سے انسان گناہ گار قرار پاتا ہے، مثلاً حالت اضطرار میں مردار کا نہ کھانا، اور ہلاکت کے خوف کی حالت میں افطار نہ کرنا۔ اور دوسری قسم وہ ہے جس کے ترک سے گناہ گار قرار نہیں پاتا ہے، مثلاً سفر میں روزہ افطار کرنا اور نماز میں قصر کرنا، اور جبر و اکراہ کی بنا پر کلمۂ کفر کا ادا کرنا، اور جسے خودکشی پر مجبور کیا جائے اس کا خودکشی سے باز رہنا۔ پس جس چیز پر عمل کرنا واجب ہے اسے رخصت کیوں کر کہا جا سکتا ہے؟ اور رخصت کی اقسام کے درمیان باہم فرق کیا کیا جائے گا؟ تو ہم جواب میں کہیں گے کہ واجب ہونے کے باوجود اس کا رخصت نام رکھا جانا اس حیثیت سے ہے کہ اس میں سہولت ہے۔ کیوں کہ انسان کو پیاس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاک کر دینے کا مکلف نہیں بنایا گیا ہے، اور اسے اس کی اجازت دی گئی ہے کہ شراب کے ذریعے اپنی جان بچائے اور شراب پینے پر شریعت میں جو سزا مقرر ہے وہ معاف کر دی گئی ہے۔ مگر اس کے ترک میں سزا واجب ہونے کی حیثیت سے عزیمت ہے۔" (ص ۱/ ۹۹۱)۔

دوسری تقسیم: حقیقت اور مجاز کے لحاظ سے: احناف نے رخصت کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (۱) رخصت حقیقی (۲) رخصت مجازی۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں اور کی ہیں۔ اس طرح سے رخصت کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔ احناف کے نزدیک یہ تقسیم رائج اور مشہور ہے۔ حافظ الدین نسفی المنار اور اس کی شرح کشف الاسرار میں فرماتے ہیں: "رخصت کی چار قسمیں ہیں۔ دو قسمیں حقیقت کی ہیں جن میں سے ایک دوسرے سے مقدم ہے، اور دو قسمیں مجاز کی ہیں جن میں سے ایک دوسرے سے زیادہ کامل ہے۔ حقیقت کی دو قسموں میں سے مقدم وہ قسم ہے جو سبب حرمت اور اس کے حکم کے پائے جانے کے باوجود مباح ہے۔ مثلاً وہ شخص جسے کفریہ کلمہ کہنے پر مجبور کیا جائے، اور وہ شخص جسے رمضان میں افطار پر اور احرام کی حالت میں ممنوعات احرام میں سے کسی کام کے کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اسی طرح مضطر کے لیے غیر کا مال کھانا۔ اس قسم کا حکم یہ ہے کہ عزیمت پر عمل کرنا افضل ہے، یہاں تک کہ اگر اس نے شریعت کی دی ہوئی رخصت پر عمل نہیں کیا اور عزیمت پر قائم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہا جس کی وجہ سے وہ قتل کر دیا گیا' تو شہید ہو گا....."

دوسری قسم وہ احکام ہیں جو اسباب کے پائے جانے کے باوجود مباح ہیں' مگر ان اسباب کے احکام موخر کر دیے گئے ہیں۔ مثلاً مسافر کے روزہ نہ رکھنے کی رخصت کی وجہ سے 'عزیمت پر عمل کرنا یعنی روزہ رکھنا اولیٰ ہے۔ تو اس صورت میں عزیمت کے اندر ایک حیثیت سے رخصت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ الا یہ کہ روزہ مریض اور مسافر کو کمزور کر دے (تو ایسی صورت میں رخصت پر عمل کرتے ہوئے افطار کرنا افضل ہو گا)۔ اور مجازی دونوں قسموں میں سے جو زیادہ کامل ہے اس کے ذیل میں وہ تحت احکام آتے ہیں' جو پچھلی امتوں پر عائد کیے گئے تھے اور اس امت سے ساقط کر دیے گئے۔ اس قسم کے احکام پر مجازاً رخصت کا اطلاق ہوتا ہے کیوں کہ اب اصل حکم مشروع نہیں رہا۔ اور چوتھی قسم وہ احکام ہیں جو فی الجملہ مشروع ہونے کے باوجود بندوں سے ساقط کیے گئے ہوں' مثلاً سفر میں نماز کا قصر کرنا' [مکروہ اور مضطر سے شراب اور مردار کے کھانے کی حرمت کا ساقط ہونا]

واضح رہے کہ چوتھی قسم میں وہ احکام ہیں جو عام انسانوں کے حق میں واجب ہونے کے باوجود مخصوص انسانوں کے حق میں ان کے اسباب کے موجب احکام باقی نہ رہنے کی وجہ سے ساقط ہو گئے ہیں۔ تو اس لحاظ سے کہ وہ احکام ان انسانوں سے کلی طور پر ساقط ہو گئے وہ مجاز ہوئے اور اس حیثیت سے کہ وہ احکام دوسرے کے حق میں فی الجملہ مشروع ہیں رخصت کی حقیقت کے مشابہ ہیں۔ اس کی مثال حالت سفر میں قصر کرنا ہے کہ قصر کی صورت میں اصل فریضہ جو چار رکعت ہے' ساقط ہو کر صرف دو رکعت باقی رہ جاتا ہے۔

احکام شرعیہ کے لحاظ سے رخصت کی کوئی تقسیم احناف کے نزدیک نہیں پائی جاتی ہے' بلکہ وہ رخصت کے احکام کو اس تقسیم رباعی کے ضمن میں ذکر کرتے ہیں جو ان کے نزدیک معروف و مروج ہے۔

رخصت کی تیسری تقسیم باعتبار کمال و نقصان

کامل اور ناقص ہونے کے لحاظ سے' بعض مسائل میں جب شریعت رخصت دیتی ہے' اور ان کے چھوڑنے کو مباح قرار دیتی ہے' دوسرے وقت میں ان کی قضا لازم قرار نہیں دیتی۔ یہ شریعت کی جانب سے مکمل معاف ہے۔ مثلاً پانی کے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں وہ وضو نہ کرنے کو مباح قرار دیتی ہے اور تیمم کا حکم دیتی ہے' تو وضو کی فرضیت سرے سے ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے برخلاف جب رمضان کے مہینہ میں مریض اور مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے' اور افطار کو مباح قرار دیتی ہے' تو اس صورت میں روزوں کی فرضیت مکمل طور پر ختم نہیں ہوتی' بلکہ دوسرے دنوں میں قضا کا وجوب باقی رہتا ہے۔ وہ رخصت جس میں کوئی چیز ذمہ میں باقی نہیں رہتی وہ رخصت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کاملہ ہے' اس کی مثال موزوں پر مسح کرنا اور تیمم کرنا ہے۔ اور وہ رخصت جس کے ساتھ کوئی چیز ذمہ میں باقی رہتی ہے' مثلاً سفر اور مرض کی حالت میں افطار کی رخصت' تو یہ رخصت ناقصہ ہے۔ البحر المحیط ا۔

چوتھی تقسیم: سبب رخصت کے اختیاری یا اضطراری ہونے کے اعتبار سے:
زرکشی کہتے ہیں کہ رخصت کا سبب کبھی اختیاری ہوتا ہے مثلاً سفر' اور کبھی اضطراری' مثلاً لقمہ کا حلق میں اٹک جانا جس کی بنا پر شراب پینا جائز ہو جاتا ہے۔

پانچویں تقسیم: تخفیفات کے اعتبار سے: رخصت کی ایک پانچویں تقسیم ہے جسے ابن نجیم نے "تخفیفات" سے تعبیر کیا ہے' چنانچہ وہ کہتے ہیں:
"شریعت کے احکام میں تخفیف کی بہت سی اقسام ہیں' جنھیں ہم شرعی رخصتوں کے احکام کہہ سکتے ہیں"۔

۱۔ ساقط کرنا: مثلاً عذر پائے جانے کی صورت میں عبادات کا ساقط کیا جانا۔

۲۔ کم کرنا: مثلاً سفر میں قصر کرنا اس قول کی بنیاد پر کہ پوری نماز اصل ہے۔

۳۔ بدل دینا: مثلاً وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرنا' اور نماز میں بیٹھنے اور لیٹنے کے ذریعہ قیام کی ادائگی' اسی طرح اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرنا اور روزہ کے بدلے کھانا کھلانا۔

۴۔ پہلے کرنا: مثلاً عرفہ میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھنا' سال پورا ہونے سے قبل زکوۃ کی ادائگی اور رمضان میں صدقہ فطر کی ادائگی۔

۵۔ تاخیر کرنا: مثلاً مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھنا' مریض اور مسافر کے لیے رمضان کے روزہ کا موخر کیا جانا' اس شخص کے حق میں نماز کا اپنے وقت سے موخر کیا جانا جو کسی ڈوبنے والے وغیرہ کو نکالنے میں مشغول ہو۔

۶۔ ہلکا کرنا: مثلاً پتھر کے ذریعہ استنجا کرنے والے کا جسم پر باقی ماندہ نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا' اور اٹکے ہوئے لقمہ کو شراب کے ذریعہ اتارنا۔

۷۔ تغیر کرنا: مثلاً خوف کی وجہ سے نماز کے طریقے کو بدلنا۔ الاشباہ والنظائر ا

(تلخیص و تسہیل: ح۔م۔ ماخوذ: مجلہ بحث و نظر' دہلی' اکتوبر دسمبر ' ۱۹۹۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت کی۔

آپ ؐ نے فرمایا:

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا' چاہے تجھے قتل کیا جائے' یا جلایا جائے۔

☆ ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا' خواہ وہ تجھے عاق کر دیں اور گھر سے نکال دیں۔

☆ فرض نماز کو ترک نہ کرنا کیونکہ جس نے فرض نماز قصداً چھوڑی' تو اللہ اس سے بری الذمہ ہے۔

☆ شراب نہ پینا کیونکہ یہ تمام فحش کاموں کی بنیاد ہے۔

☆ گناہ سے بچتے رہنا کیونکہ اس سے اللہ کی ناراضگی نازل ہوتی ہے۔

☆ میدان جہاد سے فرار نہ ہونا' چاہے لوگ قتل ہو رہے ہوں۔

☆ جب لوگ مرنے لگیں اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں ٹھہرے رہو

☆ اپنی اولاد پر استطاعت کے مطابق خرچ کرو'

☆ ان کو ادب سکھانے کے لیے عصا رکھو'

اور---ان کو اللہ سے ڈراؤ۔ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسند احمد)

(اشتہار)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آنکھوں کی سوئیاں

سید ابوالحسن علی ندوی

بعض کہانیاں اپنے اندر بڑی بڑی حقیقتیں رکھتی ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے بڑے بڑے فلسفوں کے عام فہم اور دلچسپ ترجمے کر دیے گئے ہیں' یا خشک حقیقتوں کو چلتی پھرتی زندگی میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ہم ان چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی مدد سے زندگی کے بہت سے حقائق سمجھ سکتے ہیں۔

بچپن میں ہم نے جو کہانیاں سنی تھیں' اور دماغ کی سلوٹوں میں کہیں چھپی ہوئی رہ گئیں' ان میں سے کوئی ایسی کہانی بھی تھی جس میں کسی مظلوم عورت کی داستان درد بیان کی گئی تھی۔اس کے سارے جسم میں سوئیاں چبھی ہوئی تھیں۔اس کی دشمن سارے دن اس کی سوئیاں نکالتی تھی' لیکن آنکھوں کی سوئیاں قصداً چھوڑ دیتی تھی' اور رات ہو جاتی تھی۔دوسرے دن پھر نئی سوئیاں چبھ جاتی تھیں' وہ پھر سوئیاں نکالتی تھی' لیکن آنکھوں کی سوئیاں چھوڑ دیتی تھی۔ہم کو کہانی کے صرف اتنے ہی حصہ سے غرض ہے۔

مظلوم انسانیت کے ساتھ زمانہ دراز سے یہی معاملہ درپیش ہے۔اس کا سارا جسم سوئیوں سے چھلنی ہو رہا ہے۔کچھ ہمدرد ہاتھ اس کی یہ سوئیاں نکالنے کے لیے بڑھتے ہیں' لیکن ہر مرتبہ آنکھوں کی سوئیاں چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی نجات کا کام ناتمام رہ جاتا ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسرے روز وہ اسی طرح زخمی اور مبتلا نظر آتی ہے' اور از سرِ نو محنت کرنی پڑتی ہے۔

انسانیت ایک مکمل انسانی جسم اور وجود کی مانند ہے۔اس کے ساتھ جسم بھی ہے' پیٹ بھی ہے' دل بھی ہے' دماغ بھی ہے' روح بھی ہے۔ان تمام حصوں کے ساتھ کچھ مصائب اور آلام بھی ہیں۔یہ اس کے جسم کی سوئیاں ہیں جو اس کو زار و نزار کیے ہوئے ہیں۔

بھوک' فاقہ' اچھی اور صحیح غذا کا نہ ملنا' یہ پیٹ کی سوئیاں ہیں۔یقیناً ان سے انسانیت کو تکلیف اور دکھ پہنچتا ہے۔عالم انسانیت کی یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے اور زندگی کا یہ بڑا شرمناک پہلو ہے کہ' قدرت کی فیاضیوں اور غذائی سامان کی پوری فراوانی کے باوجود' چند انسانوں کے ناجائز تصرف یا کسی

© rasailojaraid.com